پاکستان میں ملّائیت کے پیدا کردہ بدترین حالات کا تذکرہ

پاکستانی مُلّاؤں کو حضرت مسیح موعودؑ کی زبان میں چیلنج

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ رمئی بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

دنیا کی کوئی چیز بھی اور کوئی حالت بھی نہ کلیۃً فائدے سے خالی ہوتی ہے نہ کلیۃً نقصان سے خالی ہوتی ہے۔ اب خوف و خطر اور خاص طور پر ایسے خوف و خطر کے ایام جو قوموں کے لئے زندگی اور موت کے سوال اٹھا رہے ہوں اگر چہ ایک ایسی حالت ہے جو ہر لحاظ سے معیوب اور تکلیف دہ معلوم ہوتی ہے لیکن ان حالات میں بھی بعض ایسے چھپے ہوئے فوائد موجود ہوتے ہیں جو وقت کے ساتھ ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ اسی طرح امن کی حالت بھی اور خوشحالی کی حالت بھی اگر چہ ایک بہت ہی پسندیدہ حالت ہے لیکن ایک لمبے عرصے تک اگر امن اور خوشحالی کا دور رہے تو اس دور میں بعض نقصانات بھی مضمر ہوتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم سے پتا چلتا ہے کہ حضرت نوحؑ کی قوم کو ایک لمبا زمانہ امن کا نصیب ہوا اور خوشحالی کا نصیب ہوا اور اس لمبے دور کے نتیجے میں ان کے اندر سے تمام خوبیاں غائب ہوگئیں اور ان کے اندر سے نیکی اور تقویٰ کا پانی اس طرح سے سوکھ گیا جس طرح لمبے عرصے تک برسات نہ ہونے کی وجہ سے بعض دفعہ پانی سوکھ جایا کرتا ہے اور بدیوں نے طغیانیاں شروع کیں اور ایسا جوش دکھایا کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھر وہ عذاب نازل ہوا جس نے ان کے مقابل پر طغیانی دکھائی۔ پس حالتوں کے بدلنے سے خود بخود نتائج ظاہر نہیں ہوا کرتے

اگر انسان توجہ اور غور سے ان بدلتے ہوئے حالات پر غور کرے تو ان میں سے ہر حالت میں اس کے لئے کچھ سبق پوشیدہ ہوتے ہیں۔

ایک زمانہ تھا جبکہ پاکستان کو خطرات کا سامنا درپیش ہوا کرتا تھا جب اس قوم کی چھپی ہوئی خوبیاں ابھر کر باہر آجایا کرتی تھیں اور اس وقت دل میں ایک یقین پیدا ہو جاتا تھا کہ یہ قوم زندہ رہنے والی قوم ہے۔ باوجود اس کے کہ اس زمانے میں بھی کچھ بدیاں قوم میں راہ پا جاتی تھیں اور وقتاً فوقتاً سر اٹھاتی رہتی تھیں لیکن مجھے یاد ہے کہ جب پہلی بار ہندوستان سے لڑائی کا خطرہ درپیش ہوا تو اچانک سارے پاکستان میں یوں معلوم ہوتا تھا جیسے نیکیوں کی ایک ہوا چل پڑی ہے، ایک لہر دوڑ رہی تھی جس کی آواز فضا میں سنائی دیتی تھی اور کسی انسان کے لئے شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی تھی کہ یہ قوم خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت سی خوبیوں کی مالک ہے جو وقت اور حالات کے تقاضوں کے مطابق ابھرتی ہیں اور ان خوبیوں کی بناء پر ایک انسان یہ فتویٰ دے سکتا تھا کہ یہ قوم زندہ رہنے کے لائق ہے اور اس میں زندگی کی ساری علامتیں پائی جاتی ہیں۔

پھر ایک دوسری جنگ آئی پھر بھی ہم نے یہی کچھ دیکھا مگر نسبتاً کم، پھر ایک تیسری جنگ آئی اور اس میں بھی ہم نے یہی کچھ دیکھا مگر ان خوبیوں کے اظہار میں کچھ اور کمی آگئی۔ اس کے بعد ایک لمبا عرصہ ایسے ابتلاء کا گزرا ہے جس کے نتیجے میں معلوم یہ ہوتا ہے کہ پاکستان کے باشندوں کی نیکیاں سوکھنی شروع ہوئیں اور اس کی پہچان کا آج وقت ہے یہ وقت کسی تبصرے کا محتاج نہیں بلکہ خود بول رہا ہے اور اب پھر پاکستان کی چاروں طرف سے سرحدوں کو شدید خطرہ لاحق ہے اور اتنا بڑا خطرہ ہے کہ دنیا کے مبصرین سمجھتے ہیں کہ پہلے کسی جنگ سے پاکستان کو ایسا خطرہ درپیش نہیں ہوا تھا جیسا اس جنگ سے ہوگا اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کے مقابل پر ہندوستان کو بھی شدید نقصانات پہنچیں گے اور مبصرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ جنگ اگر چھڑی تو چند دنوں کی جنگ نہیں ہوگی بلکہ لمبے عرصے تک دونوں ملکوں کی اقتصادی حالت کو کلیۃً تباہ کر کے ختم ہوگی۔ اس شدید خطرے کے باوجود، جیسا خطرہ آج تک اس ملک کو کبھی پیش نہیں آیا تھا وہ ابھرتی ہوئی خوبیاں دکھائی نہیں دے رہیں بلکہ ساری قوم خود اپنے ہی گناہوں کی طغیانی میں ڈوبی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ وہ ظلم اور وہ سفا کی جو مسلمانوں کے ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں پر روا رکھے جا رہے ہیں ان میں نہ صرف یہ کہ کوئی کمی نہیں آئی بلکہ پہلے سے بڑھتے

چلے جارہے ہیں۔ایک وہ دور تھا جب کہ حیدرآباد میں یا کراچی میں جب مسلمان دوسرے مسلمانوں کے گلے کاٹتے تھے اور فخر محسوس کرتے تھے کہ ہم نے اپنے دوسرے بھائیوں کے اتنے آدمی ماردئے یا اتنے آدمی اغواء کرلئے یا اتنا ظلم کیا تو جب بھی پولیس کی طرف سے یا فوج کی طرف سے مؤثر کارروائی ہوتی تھی تو کچھ عرصہ کے لئے یہ جوش وخروش دب جایا کرتا تھا۔اب خبریں یہ آرہی ہیں کہ فوجی مداخلت کے باوجود اور کرفیو کے باوجود مسلسل اسی طرح قتل و غارت جاری ہے اور حیدرآباد سندھ میں فوج کو جہاں اور کوئی پناہ کی جگہ نہ ملی اس نے مسجدوں کے میناروں پر قبضہ کیا اور وہاں سے شرپسندوں پر گولیاں برسائیں اور یہ حالات آج کل کے حالات ہیں جبکہ اس ملک کی بقاء کا مسئلہ درپیش ہے ایک انتہائی طاقتور دشمن کا سامنا ہے جس کے دوسرے بازو پر افغانستان کی حکومت ہے جو ایک لمبے عرصے سے پاکستان سے کئی شکائتوں اور شکووں کی بناء پر موقع کی تلاش میں ہے کہ کسی وقت ان کو موقع ملے تو وہ اپنے پرانے بدلے اتارے اور قوم کو کوئی حس نہیں صرف یہ نہیں کہ حس نہیں ہے بلکہ بے حسی کے نتیجے میں جو گناہ پیدا ہوتے ہیں ان گناہوں میں تیزی پیدا ہورہی ہے اور شرم وحیا اس طرح قوم کی آنکھوں سے اور اس کے چہرے سے غائب ہورہے ہیں جیسے کبھی ان سے کوئی تعارف ہی نہیں تھا۔

چنانچہ ایک عجیب خبر میں نے کل اخبار میں دیکھی یا پرسوں کی بات ہے جس سے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے میرے اوپر بجلی گر گئی ہو۔ایسی دردناک اور ایسی ہولناک خبر ہے اور سرخی لگانے والے نے بڑے مزے سے سرخی لگا کر اس طرح واقعہ بیان کیا ہوا ہے جیسے کوئی بہت ہی دلچسپ اور لذیذ واقعہ ہوتا ہے۔وہ خبر یہ ہے کہ پہلے تو کلاشنکوفس اکٹھی کی جاتی تھیں آج کل بجلی سے چلنے والے آروں کی اتنی مانگ بڑھی ہے کہ ملک میں یہ آرے ملنے بند ہوگئے ہیں اور بلیک پر فروخت ہوتے ہیں اور سمگلنگ کی جارہی ہے کہ کسی طرح اس کی بڑھتی ہوئی ضرورت کو پورا کیا جاسکے اور ان آروں کی اس لئے ضرورت ہے کہ اپنے مخالف دھڑوں کے ہاتھوں کی اور پاؤں کی انگلیاں کاٹی جائیں اور بجلی سے چلنے والے آروں سے وہ کہتے ہیں جو لذت محسوس ہوتی ہے دوسرے کی انگلیاں کاٹنے کی ویسے عام آرے میں مزہ نہیں ہے اور یہ خبر شائع ہورہی ہے پاکستان کے اخباروں میں اور کسی کے کانوں پہ جوں تک نہیں رینگی۔کسی نے کوئی حیا محسوس نہیں کی،کوئی دل نہیں لرزا اور ساتھ ہی یہ خبریں شائع ہورہی

ہیں کہ شریعت بل نافذ ہو گیا اور ہمیشہ کے لئے اسلامی شریعت اس ملک میں نافذ ہوگئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔کیا شیطانی اعمال پر بھی اسلامی شریعت نافذ ہوسکتی ہے۔کیا یہ اسلامی اخلاق ہیں اور یہ مسلمانوں کا بھی بھائی چارہ ہے جس کے اوپر اسلام کا رنگ کسی طرح بھی چڑھ سکتا ہے اور اس قدر بے حیائی اور بیبا کی پیدا ہو چکی ہے کہ ظلموں کی مثالیں حضرت اقدس مصطفی ﷺ کے زمانے سے دی جارہی ہیں۔

چنانچہ چک سکندر کے متعلق ایک اور خبر شائع ہوئی کہ علماء نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جس دن وہاں خون کی ہولی کھیلی گئی اور نہایت ہی سفاکانہ واقعات ہوئے اور احمدیوں کو ان کے مکانوں میں زندہ جلانے کی کوشش کی گئی، نہتی عورتوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔ یہاں تک کہ جانوروں سے بھی اس قدر بغض کا اظہار کیا گیا کہ جانوروں کو گولیاں مار مار کے ان پر تیل چھڑک کے ان کو آگ لگائی گئی۔ یہ جو خوفناک اور بھیانک واقعات ہوئے ہیں ان واقعات کا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ اور آپ کے غلاموں کی سنت سے کوئی دور کی بھی نسبت دے تو اس نسبت دینے والے کو شیطان تو کہا جاسکتا ہے مسلمان نہیں کہا جا سکتا لیکن ان علماء نے بڑے فخر سے یہ اعلان کیا ہے کہ اس دن جس دن ہم نے یہ ظلم کئے تھے۔اس دن ہم چک سکندر میں یوم بدر منائیں گے نعوذ باللہ یہ بدر کی فتح کا دن تھا۔آپ سوچیں جس کو اسلام کی تاریخ سے ادنیٰ سی بھی واقفیت ہو اور یوم بدر کا اس کو معلوم ہو کہ وہ کیا دن تھا کس طرح چند نہتوں نے خدا کے نام پر اپنے جگر گوشے خدا کے حضور میدان جنگ میں ڈال دیئے تھے اور کس طرح ایک بہت بڑے طاقتور دشمن کو ان خدا کے برگزیدہ بندوں نے جو نہایت کمزور اور دنیاوی ساز وسامان سے بھی آراستہ نہیں تھے جن کے پاس پورے ہتھیار بھی نہیں تھے،اس بڑے غالب دشمن کو اس طرح شکست دی کہ اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں شاذ کے طور پر کہیں دیکھی جاسکتی ہوگی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ دنیا کی غیر مذہبی تاریخ پر بھی نظر ڈال کر دیکھیں تو ایسے کمزور، ساز وسامان سے عاری کسی ایسی چھوٹی فوج کو جو اس طرح نہتی ہو کہ ان کے ہر سپاہی کے پاس معمولی ہتھیار بھی نہ ہوں اتنے بڑے اور غالب دشمن پر اس قسم کی غالب اور فیصلہ کن فتح کبھی نصیب نہیں ہوئی ہوگی۔

وہ لوگ تھے جنہوں نے دعاؤں کے ساتھ،تقویٰ کے ساتھ اور خدا سے ڈرتے ڈرتے اپنی

زندگی گزاری اور اسی حالت میں خدا کے حضور اپنی جانیں پیش کرنے کے لئے میدان بدر میں حاضر ہوئے۔ وہ فتح ان دعاؤں کی فتح تھی جو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ اس میدان کے ایک طرف اپنے خیمہ میں کر رہے تھے اور اس قدر آپؐ پر گریہ وزاری کی حالت طاری تھی کہ بار بار جوش گریہ سے بدن کانپتا تھا تو آپؐ کے کندھے سے چادر گرتی جاتی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ جو آپؐ کی ذاتی حفاظت کے لئے وہاں اس موقعہ پر کھڑے تھے بار بار وہ چادر اوڑھاتے تھے اور ان کی بھی حالت غیر ہوتی چلی جاتی تھی۔ اس خیمے میں جو دعائیں کی گئی تھیں یوم بدر کی یہ فتح ان دعاؤں کی فتح تھی ورنہ میدان جنگ میں جو واقعات ہو رہے تھے ان کی رو سے ممکن نہیں ہے کسی صورت ممکن نہیں ہے کہ اتنے بڑے اور قوی دشمن پر اتنی کمزور اور بے ساز و سامان فوج کو ایسی عظیم الشان فتح نصیب ہوئی ہو۔

چک سکندر میں سفاکی اور ظلم کی جو نئی تاریخ لکھی گئی ہے اس کو یہ بدبخت علماء یوم بدر سے مشابہ قرار دے رہے ہیں۔ جو قانون پاکستان میں بنایا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی گستاخی کرنے والے کو موت کی سزا ملنی چاہئے۔ قطع نظر اس کے کہ یہ شریعت کے مطابق درست قانون ہے یا نہیں لیکن اس ملک میں یہ قانون نافذ ہے اگر کبھی کوئی موقعہ اس قانون کے نفاذ کا تھا تو آج ہے۔ ان ظالموں اور بے حیاؤں پر یہ قانون چلنا چاہئے۔ جنہوں نے اس سفاکی اور ظلم کے دن کی مشابہت حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی اس عظیم فتح کے ساتھ دی ہے جسے یوم بدر کی فتح قرار دیا جاتا ہے لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بے حیائی ایسی عام ہو چکی ہے، حس اس طرح مٹ چکی ہے کہ کچھ بھی احساس نہیں رہا۔ بس بجلی سے چلنے والے آروں سے اپنے بھائیوں کی اور معصوم بچوں کی انگلیاں کاٹنے کا مزہ اس قوم کے حصے میں رہ گیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ جیسے کہ ایک عام معروف تصور ہے کہ بعض دوائیں ایسی ہیں یا ایک دوا ایسی ہے جو ہر بیماری کی دوا بن جاتی ہے اور اسے ہماری تصوراتی دنیا میں اکسیر کہا جاتا ہے۔ ویسے تو ہر بیماری کی خاص دوا کو بھی اکسیر کہہ دیتے ہیں لیکن اکسیر کا جو روایتی تصور ہے وہ یہ ہے کہ ایک ایسی دوا جو ہر بیماری میں کام آجائے، ہر بیماری کا نسخہ ہو اس کو انگریزی میں Panacea کہتے ہیں۔ اسی طرح بیماریوں میں سے ایک ایسی بیماری ہوتی ہے جو ہر مرض کو پیدا کرنے والی اور ہر مرض کی جڑ ہوتی ہے اور وہ تقویٰ کی کمی ہے جب دل سے تقویٰ اٹھ جائے تو ہر قسم کی روحانی بیماری پیدا

ہو جاتی ہے۔ پس پاکستان کی بیماریوں کی نشاندہی کرنے کے لئے اس سے زیادہ صحیح نشاندہی ممکن نہیں کہ اس قوم کے دل سے تقویٰ اٹھ چکا ہے جس طرح پرندہ گھونسلے کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دیتا ہے۔ اسی طرح یوں معلوم ہوتا ہے کہ تقویٰ نے اس قوم کے دلوں کو خیر باد کہہ دیا ہے اور اس کی سب سے بڑی اور بنیادی وجہ وہاں کا منحوس مولوی ہے۔ مُلّاں نے اسلام کے نام پر وہ ظلموں کی ہولی کھیلی ہے، وہ فساد مچایا ہے، اس طرح قوم کے دل پھاڑے ہیں، اس طرح نفرتوں کی تعلیم دی ہے اور اس بات سے قطع نظر کہ اسلامی اعمال اور اسلامی اخلاق کا کیا ہو رہا ہے اپنی حکومت کے حصول کی خاطر، اپنی بڑائی کی خاطر، نام نہاد اسلامی شریعت کے نفاذ کے لئے وہ ایک لمبے عرصے سے کوشش کرتے چلے آرہے ہیں اور خواب یہ دیکھ رہے ہیں کہ اسلامی شریعت کے نفاذ کے ساتھ ہی مولوی کی حکومت دنیا میں قائم ہو جائے گی۔ یہ ایک نفسانی خواہش ہے جس کا اسلام سے کوئی بھی تعلق نہیں اگر اسلام سے محبت ہوتی اس مولوی کو تو اسلام کے ساتھ پاکستان کی گلیوں، اس کے شہروں، اس کے گھروں، اس کی بستیوں میں جو ظلم ہو رہا ہے، جو خون وہ اپنے بھائیوں کا کر رہے ہیں وہ اسلام کا خون کر رہے ہیں یہ ان کو دکھائی نہیں دیتا۔ اسلام سے ایک ادنیٰ بھی محبت ہوتی تو معلوم کر لیتے کہ یہ سارا ملک دن بدن تمام اسلامی قدروں سے محروم ہوتا چلا آرہا ہے۔ اتنا جھوٹ ہے، اتنا فساد ہے، اتنا ظلم ہے، اتنی رشوت ستانی ہے، اتنی بے حسی ہے کہ دنیا کی تاریخ میں کم قوموں کے حالات پاکستان کے آج کے حالات جیسے آپ کو دکھائی دیں گے۔

پس ان سب بلاؤں کا تو درحقیقت ایک ہی علاج ہے کہ یہ سب سے بڑی بلا جو ملاں ہے ساری قوم اس پر لعنت ڈالے اور دعائیں کرے اور گڑ گڑائے کہ اے خدا! ہمیں اس لعنت سے نجات بخش کیونکہ جب تک یہ لعنت ملک پر سوار ہے کبھی بھی اس ملک کے لئے کوئی نجات کی راہ نہیں نکل سکتی۔ پس اگر کبھی پہلے ضرورت تھی کہ ملاں سے چھٹکارا حاصل کیا جائے اور ساری قوم متحد ہو کر اس لعنت سے نجات پانے کا فیصلہ کرے تو آج یہ وقت ہے کیونکہ آج پاکستان کا ملاں پاکستان کی زندگی اور موت کا سوال بن کر کھڑا ہوا ہے اگر یہ ملاں اپنی اس نحوست کے ساتھ باقی رہا تو یہ ملک باقی نہیں رہ سکتا اس لئے ہر وہ محبّ وطن جس کو پاکستان سے پیار ہے ہر وہ اسلام سے محبت کرنے والا جس کو اسلامی قدروں سے پیار ہے اس کا فرض ہے کہ وہ اس ملاں کے خلاف علم بغاوت بلند کرے اور قوم

میں یہ احساس پیدا کرے کہ یہ اسلام کے ہمدرد اور اسلام سے پیار کرنے والی قوم نہیں بلکہ ظالم اور سفاک لوگ ہیں جن کو اسلامی قدروں کو پامال ہوتے دیکھنے کے باوجود کوئی دکھ نہیں ہوتا کوئی شعور بیدار نہیں ہوتا اور ظلم اور سفاکی کو عام ہوتے ہوئے دیکھنے کے باوجود ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی ان کو کوئی احساس نہیں ہوتا کہ یہ کیا ظلم ہو رہے ہیں اور اس کے باوجود اسلامی شریعت کا نام ہے جو ڈنکے کی چوٹ لیا جا رہا ہے اور ساری دنیا میں اعلان ہو رہا ہے کہ ہم سب سے زیادہ اسلام سے محبت کرنے والے، اسلام کو نافذ کرنے والے ہیں۔

شراب خوری اتنی عام ہو چکی ہے کہ عام خبروں سے پتا چلتا ہے کہ یہ تو اب کوئی کبھی کبھار سننے والا واقعہ نہیں رہا یہ تو روز مرہ زندگی کا حصہ بن گیا ہے قوم کی ایک بھاری تعداد Drug Addiction میں مبتلا ہو چکی ہے یعنی وہ جو نشہ آور دوائیں ہیں ان کی عادی بن رہی ہے یا ان کی تجارت کر رہی ہے۔ ہر قسم کی بدیاں جو سوچی جا سکتی ہیں وہ اس وقت اس قوم پر نافذ ہو چکی ہیں۔

اس لئے یہ وقت ہے کہ دعاؤں کے ذریعے پاکستان کی مدد کی جائے اور اگر چہ ساری دنیا میں ایک سو بیس ملکوں کے احمدی پاکستانی تو نہیں ہیں لیکن پاکستان کے متعلق میں بارہا پہلے کہہ چکا ہوں کہ پاکستان سے ایک لمبے عرصے تک اسلام کا نام بلند ہوا ہے اور دنیا کے کونے کونے تک پہنچا ہے اور یہ ایک سو بیس ملک کسی نہ کسی رنگ میں جہاں ہندوستان کے زیر احسان ہیں کہ وہاں سے اسلام کی احیاء نو کا آغاز ہوا تھا، وہاں پارٹیشن کے بعد پاکستان کے بھی زیر احسان ہیں۔ پس آج ان دونوں ملکوں کے لئے دعا کرنی چاہئے لیکن پاکستان کے لئے خصوصیت سے اس لئے کہ یہ اسلام کے نام پر قائم کیا گیا تھا اور اسلام کے نام پر قائم ہونے کے باوجود ہر غیر اسلامی حرکت کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ یہاں تک کہ ہندوستان کی ایمبیسی کی طرف سے حال ہی میں کچھ پمفلٹس تقسیم ہوئے ہیں۔ ان پمفلٹس میں سے ایک کو دیکھ کر تو میرا سر شرم سے جھک گیا اور یوں لگتا تھا جیسے دل کٹ گیا ہے۔ ہندوستان کی حکومت پاکستان کو یہ بتا رہی تھی کہ تم نے اسلام کے نام پر یہ ملک قائم کیا تھا۔ یہ حرکتیں جو تم لوگ کر رہے ہو کیا یہ اسلامی حرکتیں ہیں؟ اور وہ حرکتیں گنائی ہوئی تھیں کہ اس طرح تم ایک دوسرے کا خون کر رہے ہو۔ اس طرح یہ ہو رہا ہے اس طرح وہ ہو رہا ہے۔ ہر بدی جس کے خلاف اسلام نے

جہاد کیا وہ تمہارے اندر قائم ہو چکی ہے، راسخ ہو چکی ہے اور باتیں کرتے ہو کہ ہم اسلام کے نام پر قائم ہوئے تھے۔ وہ تو یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ یہ جنگ مسلمان اور غیر مسلم کی جنگ نہیں ہے ان کا مقصد تو یہ تھا کہ دنیا کو یہ بتائیں کہ مسلمان ممالک بیچارا پاکستان کی حمایت نہ کریں کیونکہ ہرگز یہاں اسلام اور غیر اسلام کا مقابلہ نہیں ہے بلکہ ایک غیر اسلامی اقدار میں ہندوستان سے آگے بڑھے ہوئے ملک کا ایک ایسے غیر مسلم ملک سے مقابلہ ہے جو نسبتاً اسلامی اقدار سے کچھ زیادہ تعلق رکھتا ہے اگرچہ اسلام کے نام پر نہ بھی ہو یعنی یہ موازنہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن مسلمان کے لئے ایک ہندو ملک کی ایمبیسی (Embassy) کی طرف سے شائع ہونیوالا یہ لٹریچر تو ایسا لٹریچر ہے کہ وہ شرم سے کٹ مرے۔

پس اس لحاظ سے دونوں ملکوں کا تمام دنیا پر ایک احسان ہے اس احسان کو یاد رکھتے ہوئے ہندوستان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے ملک کے باشندوں سے انصاف اور تقویٰ کے ساتھ پیش آنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے ہی ملک کے باشندوں کے حقوق ان کو دینے کا حوصلہ عطا کرے اور ظلم اور سفا کی سے ان کے ہاتھ روکے۔ وہاں پاکستان کے لئے دعا کرنی چاہئے کہ یہ جو موجودہ حالات ہیں ان حالات میں تو یہ ملک بچتا ہوا دکھائی نہیں دیتا کیونکہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے نام پر اور خدائے واحد و یگانہ کے نام پر یہ ملک مانگا گیا تھا اور یہ ملک حاصل کیا گیا تھا اس لئے یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہوش عطا کرے۔ واپس اسلامی قدروں کی طرف لوٹنے کی توفیق عطا فرمائے اور سب سے بڑی دعا کہ ملاں کی نحوست سے ان کو نجات عطا فرمائے۔ (آمین)

جہاں تک مولویوں کا تعلق ہے وہ جماعت احمدیہ کی مخالفت میں آج بھی اسی طرح مصروف ہیں جس طرح پہلے مصروف تھے ان کو پتہ ہی نہیں کہ باہر دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ ان کو یہ بھی پتا نہیں کہ پاکستان کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ صرف ایک رٹ ہے کہ نام کی اسلامی شریعت کی حکومت قائم ہو جائے اور جماعت احمدیہ کے خلاف فتنہ و فساد، افتراء پردازی، جھوٹ، دنگا، سازشیں یہی ان کی زندگی کا مقصد ہیں اس میں مبتلا رہتے ہوئے، اس نشے میں مست وہ اپنی زندگیاں گزار رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی ہر کوشش کر دیکھی ہے یہاں تک کہ آج ساری قوم کے لئے وہ خطرہ بن چکے ہیں۔

اس لئے میں نصیحتاً ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں یہ بتاتا

ہوں، بڑی عاجزی کے ساتھ ان کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اگر وہ اپنی عاقبت کی خیر چاہتے ہیں اگر وہ ملک کی عاقبت کی خیر چاہتے ہیں اگر وہ اسلام سے کچھ معمولی سی بھی محبت رکھتے ہیں تو مخالفت بے شک کریں لیکن اسلامی طرز کی مخالفت کریں۔ اس محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے میں ان سے یہ التجا کرتا ہوں کہ مخالفت ویسی کریں جیسے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے مخالفوں کی کیا کرتے تھے۔ یہ میں نہیں کہتا کہ آنحضرت ﷺ ان کے ہیں، ہرگز میرا یہ کہنے کا مطلب نہیں۔ جو نقشہ میں نے کھینچا ہے اس کے بعد یہ کہنا کہ آنحضرت ﷺ ان کے ہیں یہ تو بڑا ظلم ہوگا۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ہمارے ہیں پس اس دعویٰ کی شرم رکھیں اور مخالفت بھی کرنی ہے تو سنت مصطفیٰ کے مطابق مخالفت کریں پھر ہمیں کوئی عذر نہیں۔ پھر خدا کی تقدیر کے حوالے کریں جو بھی فیصلہ خدا کی تقدیر کرے گی اس پہ ہم راضی ہیں اور ساری دنیا کو اس پہ راضی ہونا پڑے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان مخالفتوں کا ذکر کرتے ہوئے اسی رنگ میں علماء کو کچھ نصیحتیں کی تھیں کچھ امور کی طرف ان کو متوجہ کیا تھا اس لئے آپ کے الفاظ میں یہ اقتباسات پڑھ کر میں آج کے اس خطبے کو ختم کروں گا۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

> ’’خدا تعالیٰ اپنی تائیدات اور اپنے نشانوں کو ابھی ختم نہیں کر چکا اور اسی کی ذات کی مجھے قسم ہے کہ وہ بس نہیں کرے گا جب تک میری سچائی دنیا پر ظاہر نہ کردے۔ پس اے تمام لوگو! جو میری آواز سنتے ہو خدا کا خوف کرو اور حد سے مت بڑھو اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو خدا مجھے ہلاک کر دیتا اور اس تمام کاروبار کا نام ونشان نہ رہتا مگر تم نے دیکھا ہے کہ کیسی خدا تعالیٰ کی نصرت میرے شامل حال ہو رہی ہے اور اس قدر نشان نازل ہوئے جو شمار سے خارج ہیں۔ دیکھو کس قدر دشمن ہیں جو میرے ساتھ مباہلہ کر کے ہلاک ہوگئے۔ اے بندگان خدا! کچھ تو سوچو کیا خدا تعالیٰ جھوٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ کیا کرتا ہے؟‘‘

پھر فرماتے ہیں:

> ’’کون جانتا تھا اور کس کے علم میں یہ بات تھی کہ جب میں ایک

چھوٹے سے بیج کی طرح بویا گیا اور بعد اس کے ہزاروں پیروں کے نیچے کچلا گیا اور آندھیاں چلیں اور طوفان آئے اور ایک سیلاب کی طرح جوشور بغاوت میرے اس چھوٹے سے تخم پر پھر گیا پھر بھی میں ان صدمات سے بچ جاؤں گا''۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۶۲، ۶۳)

(یعنی کون جانتا تھا کہ اس سب کے باوجود میں ان صدمات سے بچ جاؤں گا)

''سو وہ تخم خدا کے فضل سے ضائع نہ ہوا بلکہ بڑھا اور پھولا اور آج وہ ایک بڑا درخت ہے جس کے سایہ کے نیچے تین لاکھ انسان آرام کر رہا ہے۔''

پھر آخر پر حضور نصیحۃً علماء کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ یعنی ان مخالف علماء کو جنہوں نے اپنی زندگیاں احمدیت کو نیست و نابود کرنے کے لئے وقف کر رکھی ہوئی تھیں اور آج بھی کی ہوئی ہیں۔

''میں نصیحۃً للہ مخالف علماء اور ان کے ہم خیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپ کی مرضی! لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بددعائیں کریں اور رو رو کر میرا استیصال چاہیں''

(ضمیمہ اربعین روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ: ۴۰۳، ۴۰۴)

یعنی بجائے اس کے کہ تم گند بکنے میں، سازشوں میں، فتنہ پردازیوں میں حد سے بڑھ جاؤ جیسا کہ بڑھ بھی چکے ہو۔ میں تمہیں ایک اور طریق بتاتا ہوں اگر تمہیں خدا پر ایمان ہے اور خدا کی خاطر تم مخالفت کر رہے ہو تو دعاؤں سے کام کیوں نہیں لیتے۔ مسجدوں سے نکل کر گلیوں اور گھروں میں فساد برپا کرنے کی خاطر جو بھڑک بھڑک کر نکلتے ہو واپس مسجدوں کو لوٹو اور مسجدوں میں خدا کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤ اور دعائیں کرو کہ اے خدا! یہ وہ شخص ہے جو ظالم ہے جس نے ایک ظالم جماعت پیدا کی ہے اور جو تیرے ہی دشمن لوگ ہیں۔ ہم بھی ان کے دشمن تیری خاطر ہیں پس تو ہماری مدد فرما اور ان کو نیست و نابود کرنے میں آسمان سے کارروائی کر کیونکہ ہماری زمین کی کارروائیاں تو بالکل ناکام و نامراد ہو چکی ہیں۔ یہ مراد ہے کہ اس رنگ میں تم دعائیں کرو''استیصال چاہو''۔ یعنی مجھے کلیۃً ملیامیٹ

کر دینے کے لئے دعائیں کرو جڑوں سے اکھیڑ پھینکنے کے لئے دعائیں کرو۔

''پھر اگر میں کاذب ہوں گا تو ضرور وہ دعائیں قبول ہوں گی اور آپ لوگ ہمیشہ دعائیں کرتے بھی ہیں لیکن یاد رکھیں کہ اگر آپ اس قدر دعائیں کریں کہ زبانوں میں زخم پڑ جائیں اور اس قدر رو رو کر سجدوں میں گریں کہ ناک گھس جائیں اور آنسوؤں سے آنکھوں کے حلقے گل جائیں اور پلکیں جھڑ جائیں اور کثرت گریہ وزاری سے بینائی کم ہو جائے اور آخر دماغ خالی ہو کر مرگی پڑنے لگے یا مالیخولیا ہو جائے تب بھی یہ دعائیں سنی نہیں جائیں گی کیونکہ میں خدا سے آیا ہوں۔ جو شخص میرے پر بددعا کرے گا وہ بددعا اسی پر پڑے گی۔ جو شخص میری نسبت یہ کہتا ہے کہ اس پر لعنت ہو وہ لعنت اسی کے دل پر پڑتی ہے مگر اس کو خبر نہیں۔'' (اربعین روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ:۴۷۲)

پس یہی ایک طریق رہ گیا ہے۔ علماء کی سرشت کو میں جانتا ہوں اور باوجود اس کے کہ جس طرح یہ نصیحت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے کامل خلوص سے للہ کی تھی میں بھی اسی طرح عاجزانہ غلامی کے رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پیروی کرتے ہوئے اسی طرح خلوص اور عجز کے ساتھ اور تقویٰ کے ساتھ کر رہا ہوں۔ لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ان علماء کی سرشت کو ہم جانتے ہیں۔ یہ اس طرف متوجہ نہیں ہوں گے اور شرارت سے کبھی باز نہیں آئیں گے۔ قوم پر جو بلا ٹوٹ جائے، جو قیامت گزر جائے ان کو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ انہوں نے اپنی ضد اور بیباکیوں سے باز نہیں آنا اور یہ اسی طرح فساد اور فتنے میں مبتلا رہیں گے لیکن میں آج یہ بھی ان کو بتانا چاہتا ہوں اور جماعت احمدیہ کو یہ خوشخبری دینا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ایک عظیم الشان خوشخبری عطا کی ہے۔ جس کے پورا ہونے کے دن آچکے ہیں۔

میں نے چند دن ہوئے رؤیا میں دیکھا کہ تذکرہ میرے سامنے کھلا پڑا ہے اور اس کے ایک طرف ایک پیراگراف ہے جس پر میری نظریں مرکوز ہیں اور میرے ذہن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈالا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی یہ پیشگوئی ہے جس کے پورا ہونے کے دن آچکے ہیں اور وہ پیشگوئی میں پڑھتا ہوں اس میں سے سب سے مرکزی بات جس پر میری نظر اٹک جاتی ہے اور وہ طرز بیان دل کو بہت ہی لذت پہنچاتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ علماء اپنی مخالفت سے باز نہیں آئیں گے اور جس طرح دکھ اور آزار پہنچانے کے لئے دن رات کوشش کر رہے ہیں اسی طرح کرتے چلے جائیں

گے لیکن جس طرح خزاں کے موسم میں بھڑوں کے ڈنگ جھڑ جاتے ہیں اور نیش زنی کرنے سے عاجز آجاتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ان کا دل نہیں چاہتا۔

پنجابی میں ہم تو ان کو ''دوگا'' کہا کرتے تھے۔ اردو میں مجھے علم نہیں لیکن وہ الفاظ جو الہام کے وہاں لکھے ہوئے ہیں وہ ''دوگے'' کے لفظ ہی لکھے ہوئے ہیں اور وہ مضمون تو بالکل یہی ہے الفاظ ممکن ہے آگے پیچھے ہو چکے ہوں ذہن میں پوری طرح وہ یاد نہ رہے ہوں۔ وہ یہ تھے کہ مولوی تو اپنی شرارتوں سے باز نہیں آئیں گے اور ڈنگ مارتے چلے جائیں گے لیکن خدا کی تقدیر ان کو ''دوگا'' کر دے گا اور ڈنگ مارنے کی طاقت ان سے جاتی رہے گی۔

پس یہ وہ خوشخبری ہے جو میں دیکھ رہا ہوں کہ لازماً اس کے پورا ہونے کے دن آرہے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر عطا فرمائی ہے اور میں نہیں جانتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں ان الفاظ میں کوئی پیشگوئی تھی یا نہیں تھی مگر جس رنگ میں خدا نے مجھے یہ خبر دی ہے یہ مضمون ضرور کہیں موجود ہے۔ پس ان مولویوں کو میں یہ کہتا ہوں کہ جو زور تم سے لگتا ہے لگاتے چلے جاؤ اور دعائیں کرو اور گریہ وزاری کرو اور اس کی توفیق نہیں تو گالیاں بکتے چلے جاؤ ہر قسم کی سازشیں کرو۔ مگر میرے خدا نے یہ فیصلہ کر لیا ہے اور جماعت احمدیہ کے خدا نے یہ فیصلہ کر لیا ہے اس کی تقدیر تمہارے ڈنگ نگال دے گی اور جماعت کو بالآخر تمہارے آزاروں سے نجات بخشی جائے گی۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا

آج چونکہ جمعہ کے بعد ایک سفر پر روانہ ہونا ہے اس لئے جمعہ کی نماز کے ساتھ ہی عصر کی نماز بھی جمع ہوگی۔